کہ جہاد افغانستان کے سلفی کمانڈر الشیخ جمیل الرحمان تشریف لائے ہیں۔ آپ فورا اپنی جگہ سے اٹھے اور دروازے تک استقبال کو گئے اور نہایت پرتپاک استقبال کیا اور ان سے ملاقات کو اپنی سعادت اور خوش بختی قرار دیتے رہے اور پھر افطاری سے لے نماز عشاء تک خصوصی نشست ہوئی۔ جس میں آپ نے مکمل تعاون کا یقین دلایا۔

شیخ صاحب رحمتہ اللہ علیہ طالب علموں سے خصوصی محبت کرتے ۔ ان کی کفالت کا ذمہ لیتے اور تعلیم مکمل ہونے تک تمام اخراجات برداشت کرتے۔ اب بھی نہ جانے کتنے ہزاروں خاندان کی کفالت آپ کر رہے تھے۔ آپ انتہائی ہمدرد اور غمگسار تھے۔ کسی کی پریشانی پر بے چین ہو جاتے تھے اور ہر ممکن تعاون فرماتے تھے۔

سعودی حکومت کے موسس شاہ عبدالعزیز آل سعود کے ساتھ خصوصی تعلق تھا اور سعودی حکومت کے قیام سے لے کر اب تک ان کی اخلاقی علمی قانونی مدد فرماتے رہے۔ یہی وجہ ہے تمام سعودی فرمانروا آپ کا بے حد احترام کرتے اور انہیں اپنا روحانی والد سمجھتے تھے۔

موجودہ دور میں آپ جیسی شخصیت کا نعم البدل تو ممکن نہیں۔ لیکن آپ کے لا تعداد شاگرد موجود ہیں۔ جو آپ کے نقش قدم پر چل کر دین اسلام کی خدمت میں مصروف ہیں۔

بحیثیت انسان کوئی بھی شخص غلطیوں سے مبرا نہیں۔ لیکن یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ آپ کے مخالفین بھی آپ کی علمی وجاہت اور ثقاہت کا اعتراف کرتے ہیں اور آپ کا دل و جان سے احترام کرتے ہیں۔

آپ کی رحلت سے عالم اسلام کا ناقابل تلافی نقصان ہوا ہے۔ خاص کر ارض حرمین شریفین ایک عظیم مجتہد اور فقیہ سے محروم ہوئی ہے۔ آپ کی علمی دینی ملی اسلامی سماجی رفاحی خدمات ناقابل فراموش ہیں اور قیامت تک ان کا تذکرہ ہوتا رہے گا۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کی جملہ خدمات کو قبولیت سے نوازے۔ آپ کی بشری لغزشوں کو معاف فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے اور تمام لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین

شہزادہ سلطان بن عبدالعزیز آل سعود کا دورہ پاکستان

پاکستان اور سعودی عرب کے درمیان برادرانہ تعلقات قابل رشک ہیں۔ جن کی اساس اسلام کے مضبوط رشتوں پر قائم ہے۔ قیام پاکستان سے لے اب تک سعودی عرب نے ہر موقع پر پاکستان کے تمام مسائل پر مکمل حمایت کی ہے اور غیر مشروط تعاون کیا ہے۔ اسی طرح پاکستان نے بھی ہمیشہ سعودی حکومت کی عالمی پالیسیوں کی مکمل تائید کی ہے اور ارض مقدس کے تحفظ کے لئے ایثار قربانی کا مظاہرہ کیا ہے۔ افغانستان کا مسئلہ ہو یا اب کشمیر کا سعودی عرب نے مادی اور معنوی تعاون فراہم کیا ہے اور کسی کو خاطر میں لائے بغیر اسے عالمی فورم پر بھی اٹھایا ہے۔ پاکستانی عوام کی ارض حرمین شریفین کے ساتھ والہانہ عقیدت نے اس رشتے کو اور بھی زیادہ مضبوط کر دیا ہے۔ جس کی وجہ سے سعودی حکومت اور سعودی عوام ہمیشہ پاکستان کا احترام کرتے ہیں۔

پاکستان کے غوری ون سے لے کر ایٹمی دھماکے تک سعودی عرب نے پاکستانی نقطہ نظر کو اولیت دی اور عالمی رائے عامہ کو ہموار کرنے میں اپنا اثر و رسوخ استعمال کیا۔ خاص کر عالمی اقتصادی پابندیوں میں اپنا مکمل تعاون پیش کیا۔ یہی وجہ ہے کہ سعودی فرمانروا شاہ فہد بن عبدالعزیز حفظہ اللہ نے ایٹمی صلاحیت حاصل کرنے پر اسے عالم اسلام کے مضبوط دفاع سے تعبیر کیا اور مسرت کا اظہار کیا۔

سقوط کویت کے موقعہ پر عراقی جارحیت کے خلاف پاکستان نے اپنا مثالی کردار ادا کیا اور کھل کر سعودیہ کی حمایت کی۔ یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ اس موقع پر تمام دینی اور سیاسی جماعتیں سیاسی مفادات حاصل کر رہی تھیں۔ لیکن واحد دینی جماعت مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان نے سیاسی اور ذاتی مفادات سے بالاتر ہو کر اصولوں کی حمایت کی اور سعودی عرب کی نہ صرف مکمل تائید کی بلکہ کھل کر عراقی جارحیت کی مزمت کی ۔ اور اس کے خلاف مظاہرے کئے۔

پاکستان کے ایٹمی صلاحیت حاصل کرنے کے بعد سعودی دوم نائب وزیراعظم اور وزیر دفاع شہزادہ سلطان بن عبدالعزیز آل سعودی حکام کا پاکستان کا دورہ بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اس دورے میں موصوف نے نہ صرف پاکستان کی اسلحہ ساز فیکٹریوں کا دورہ کیا بلکہ مکمل بریفنگ حاصل کی اور اس میں گہری دلچسپی لی۔ نہیں پاکستان کی دفاعی صلاحیت سے آگاہ کیا گیا۔ اس دورے میں اس امر پر بھی زور دیا گیا کہ پاک سعودی وزارتی کمیٹی کو بہتر اور فعال بنایا جائے۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ شعبوں میں تجارتی اقتصادی تعاون بڑھے۔ اس فن میں جلد از جلد اس کا اجلاس بلانے کا فیصلہ بھی کیا گیا۔ باہمی تجارت ... مختلف

شعبوں کے ماہرین کی صلاحیتوں سے بھرپور فائدہ اٹھانے کا عزم کیا گیا اور مشترکہ اعلانیہ میں اس بات پر مکمل اتفاق کیا گیا کہ علاقے کے مسائل کو اقوام متحدہ کی قراردادوں کی روشنی میں حل کیا جائے۔ خاص کر خطہ میں امن و سلامتی کی ضمانت اس وقت دی جا سکتی ہے۔ جب کشمیر کا مسئلہ وہاں کی رعایا کی امنگوں کے مطابق حل ہو گا۔

شہزادہ سلطان بن عبدالعزیز سے بعض اہم پاکستانی لیڈروں نے بھی ملاقات کی۔ اور باہمی دلچسپی کے امور پر تبادلہ خیال کیا گیا۔ ان میں خاص طور پر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے قائدین شامل ہیں جن میں حضرت الامیر سینیٹر پروفیسر ساجد میر' میاں محمد جمیل' حاجی عبدالرزاق' میاں نعیم الرحمان شامل ہیں۔ جنہوں نے اپنی ملاقات میں پاکستان میں نفاذ اسلام کے لئے مرکزی جمعیت کی کوششوں کا ذکر کیا اور انہیں اپنی مکمل حمایت کا یقین دلایا۔ اس موقعہ پر وزیر موصوف نے مرکزی قائدین کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ پاک سعودیہ تعلقات کو مضبوط کرنے کے لئے انہیں نمایاں کردار ادا کرنا چاہئے۔ کیونکہ ہمارے درمیان قائم رشتہ جس کی بنیاد عقیدہ اسلام پر ہے وقت گزرنے کے ساتھ یہ رشتہ اور زیادہ مستحکم ہو گا۔ ملاقات میں سعودی سفیر جناب اسعد بن عبدالعزیز الزہیر بھی موجود تھے جنہوں نے معزز مہمان کو تعارف کرایا۔

اس موقعہ پر ہم حکومت پاکستان سے گزارش کریں گے کہ وہ پاک سعودیہ تعلقات کو غیر معمولی اہمیت دے اور ان کے مقام و مرتبہ کے مطابق ان کی حیثیت کو تسلیم کرے۔ کیونکہ سعودی حکومت ہر آڑے وقت میں پاکستان کے شانہ بشانہ رہی ہے اور دامے درمے سخنے پاکستان کی مدد کرتی رہی ہے۔ دعا ہے کہ آنے والے وقتوں میں یہ تعلقات اور زیادہ مضبوط ہوں۔

یوم تکبیر--------اور قومی تقاضے

۲۸ مئی پاکستان کی تاریخ میں خصوصا" اور عالم اسلام میں عموما ایک یادگار اور منفرد دن ہے۔ جس میں پاکستان نے ساتویں ایٹمی طاقت ہونے کا برملا اعلان کیا اور ایٹمی صلاحیت کا بھرپور تجربہ کیا۔ بلاشبہ یہ دن اللہ تعالی کی کبریائی اور اظہار تشکر کے طور پر منایا جائے۔ جس ذات نے اہل پاکستان کو یہ ہمت بخشی کہ وہ ایٹمی قوت کے مالک بن گئے۔

پاکستان اپنی پچاسویں بہار دیکھ چکا ہے۔ اس عرصہ میں بہت نشیب و فراز آئے۔ ہم نے بہت کچھ گنوایا۔ حتی کہ ہمارا ایک بازو ہم سے کاٹ دیا گیا۔ اس پر بس نہیں بلکہ سازشیوں نے وطن عزیز کو اس کے اصل مقصد نفاذ شریعت سے کوسوں میل دور دھکیل دیا اور پچاس سال گزرنے کے باوجود وہ خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا۔ جو ہمارے اسلاف نے دیکھا تھا اور جس کے لئے لاکھوں انسانوں نے قربانی دی اور ہزاروں ماؤں اور بہنوں کی عصمتیں لوٹی گئیں۔

یہ بات ذہن میں رہنی چاہئے کہ امن و سلامتی کا اصل ضامن اسلام ہے۔ جس کے نفاذ سے ہی یہ ملک امن کا گہوارہ بن سکتا تھا۔ ہماری اولین ترجیح یہ ہونی چاہئے تھی کہ وطن عزیز کو ایک مثالی اسلامی فلاحی ریاست بناتے اور اس کی روشنی میں دوسرے ممالک میں یہ نظام متعارف کراتے اور اس کے دائرہ کو وسعت دیتے۔ جس سے پوری دنیا امن و آشتی کے دور میں داخل ہو جاتی لیکن بسا آرزو کہ خاک شد۔ یہاں اپنے وطن کو بھی سکون و اطمینان کا مسکن نہ بنا سکے اور دیگر اسباب اور راہیں تلاش کرنے میں پچاس سال صرف کر دیئے۔ اس کے باوجود آج بھی وہیں کھڑے ہیں۔ جہاں سے منزل کو چلے تھے۔

کون نہیں جانتا کہ:

بانی پاکستان محمد علی جناح کی رحلت کے بعد یہاں ایسے لوگ ہی برسراقتدار آتے رہے جو دوسروں کے آلہ کار تھے اور یہ وطن مختلف سازشوں کی آماجگاہ بن گیا۔ یہاں سیاسی بحران کی آڑ میں فوجی مداخلت ہوتی رہی اور کوئی بھی جماعت اپنے قدم نہ جما سکی۔ شخصی حکومت میں ذاتی مفادات اور اقتدار کی طوالت کے لئے ہر وہ قدم اٹھایا جاتا رہا۔ جس سے مخالفین کو دبایا جا سکے۔ لیکن وطن کے استحکام' رعایا کی فلاح و بہبود اور اصل مقاصد کے حصول کے لئے مفاد پرست عناصر نے ذرا بھی توجہ نہ دی۔ جس کے نتیجے میں ہر آنے والی حکومت دو چار سال میں شدید بحران کا شکار ہوتی اور عوام کے غیض و غضب سے اقتدار سے ہاتھ دھو بیٹھتی۔ لیاقت علی خان سے لے کر بھٹو کے دور تک ایک ہی کہانی بار بار دہرائی جاتی رہی۔

قیام پاکستان کے ساتھ ہی وطن عزیز میں دینی جماعتوں کا قیام بھی عمل میں آیا اور مختلف مسالک اور طبقوں نے ان کی سرپرستی کی اور پاکستان کی سیاست میں اپنی بساط کے مطابق کردار ادا کرتے رہے۔ لیکن ہم نہایت افسوس کے ساتھ یہ عرض کریں گے کہ ان جماعتوں نے بھی اپنا فرض ادا نہ کیا اور محض اقتدار میں حصہ کو ہی فتح قرار دیا اور مختلف سیاسی اتحادوں میں شامل ہو کر چند نشستوں پر قناعت کر لی اور جی حضوری اور خوشامدانہ کردار ادا کرنے لگے۔ جس کے نتیجے